

زکوٰۃ

(معاشریتی نقطہ نظر سے)

(۱۴)

از جناب نعیم صدیقی

زکوٰۃ کتوں | زکوٰۃ کتوں کا حکم جس آیت سے انداز ہوتا ہے، وہ ہے :۔ اَنَّ الَّذِينَ يَكْنُزُونَ فِرَقَ الْأَنَهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُفْقِدُونَهَا..... اُخْرًا اور اس آیت کی شرح اس تفسیری روایت سے ہوتی ہے جس میں اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام کی تشویش کے جواب میں یہی مسلم نے واضح فرمایا ہے کہ آیت کی دعید اس "کنز" سے تعلق رکھتی ہے جس سے اللہ کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ ہو۔ کنز کے لصاہب میں جواہر حکام نبوی وغیرہ میں ان سے معانی اختذلگی میں اختلافات پائے جائیں، لیکن ان اختلافات میں سے جو ہر لیا ہے تو

چاندی کا لصاہب = ۵۲ تولہ بوزن رائج

سوئے کا لصاہب = ۱۷۴ " " "

قراء پاتا ہے۔

اب اس میں قدر واجب وہی یہ یا ۱۷۴ بزنی شرح سے ہے۔

اس کے بعد ایک اہم سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ نقدی جو سکوں کی شکل میں ہو کیا اس سے بھی زکوٰۃ کا حصہ داماً نہ فرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ذرا سے تامل سے یہ بات سمجھو میں آتی ہے کہ "نقدی" فی الواقع تو سونا چاندی کا نام ہے اور سکے کو درحقیقت حکومت اصل نقدی کا قائم مقام پھراتی ہے اور وہی قوت فرید (Purchasing Value) جو چاندی سونے میں قدیم زمانے

یہ چلی آتی ہے، قانوناً سکون میں منتقل کردیتی ہے۔ اس وجہ سے سکو دل حقیقت چاندی یا سونے ری کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے فقماں نے سکون کو (چاندی وہ کسی دعات کے ہوں) کنوز کے اندر شمار کیا ہے اور عملی یہی تصور رائج ہے۔ بجز ان لوگوں کے جو "زد" کی اہمیت کو ز بخشن کی وجہ سے اس تصور سے اختلاف رکھتے ہیں، حقیقت "زد" چاہے سونے چاندی کے دعات سے وجود پاتے، چاہے چڑھے اور کاغذ کے ٹکڑوں لئے سے، اس کا کسی کے پاس ہونا یعنی رکھتا ہے کہ اس کے پاس اس قوت خرید (Purchasing Power) کا سونا چاندی ہے جو قوت خرید کی "زد صنیعی" کے لیے قرار دی گئی ہے۔ سکو دل حقیقت میں اس امر کی صدقہ ہے کہ ہر شخص اس کی ایمت کے سونے چاندی کا مالک ہے اور جو کچھ اسے سونے چاندی کے بدلے میں لےنا چاہیے وہی کچھ یہ ادا کریں اس سکے کے بدلے میں ہر وقت لے سکتا ہے۔

چونکہ ہندوستان میں معیار "زد سکوک" چاندی مقرر ہے، اس وجہ سے یہاں سکے کی لست (Purchasing Value) چاندی سے مطابقت دی جاتی ہی ہے، بیز ایک دوسرے نقطہ نظر سے کہ چاندی اور سونے کے نصابوں میں سے جو صورت زکوٰۃ کے وجوہ کو پہلے لازم کرتی ہو، اس سے اختیار کرنا چاہیے (یہی فقہا کی اخراجی رائے ہے)، یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سکون کی ایمت کو یاد کے مقابل میں رکھ کر دیکھا جائے اور انھیں چاندی کا قائم مقام قرار دیا جائے۔ تیرسے یہ امر بھی قابلِ ظاہر ہے کہ بنی صdem نے چاندی کو ایک حد تک زکوٰۃ کے مسائل میں معیاری اور بنیادی اہمیت دی ہے اور سونے کو ثانوی، چنانچہ بعض فقماں نے اصل نصاب چاندی کا نصاب ہی قرار دیا ہے اور سونے کے نصاب کو اس سے مطابقت دیتے رہنے کا مسئلہ پیدا کیا ہے۔ اس مسئلے سے چاہے ہم متفق ہوں، لئے زد کی اہمیت نہ بخشنے کی وجہ سے بعض علماء "پو" سے "پر زکوٰۃ کا وجوہ نانت" بھی میں، نوٹ کے معاملہ میں وجوہ زکوٰۃ کے خلاف ہیں۔ حالانکہ جس طرح سکو دللاً بالکل سونے چاندی کا قائم مقام ہے، اسی طرح نوٹ کے کا قائم مقام ہے۔ نوٹ کی حقیقت کو ایک دوسری طرح بھی بجا جا سکتا ہے۔ یہ دلیل ایک ترضی یا امانت دی ہوئی رقم کی ایسی قطعی برسیدے کہ اس کو ہر وقت cash کرایا جاسکتا ہے اور بالکل کسی قوت خرید رکھتی ہے۔

گرچاہندی کی "بنیادی" اہمیت پر حال قابل تسلیم ہے۔

اب یہ طہ ہو جانا چاہیے کہ سکون کی کوئی مقدار بحال م موجودہ ۲۰ تولچاہندی کی قائم مقام ہے
۲۰ فروری ۱۹۶۸ء کو مدینی کی مارکیٹ میں چاہندی کا ترخ ۱۵۳۱ و د پے ۱۳ آنے فی سو تو رہنا۔ اس خاتما سے ۲۰ تولچاہندی کی قائم مقامی ۰۰، د پے ۹ آنے ۱۵۳۱ پائی کے سکے کرتے ہیں۔ سوت کے لیے ہم اس مقدار کو پورے ۱۰ روپے قرار دے لیں تو کوئی بڑا ہرج و فرق نہیں ہو گا۔

اس کے بعد ایک اور اہم امر یہ قابل غدر ہے چاہندی اور سکون کا نصاب اور سونے کا نصاب کیا۔ انگ اگ لمحظا رکھا جائے یا مجموعاً کیہ لیا جائے کہ چاہندی یا سونے کے دونوں نصابوں میں سے کوئی مکمل ہوتا ہے یا نہیں اور بھر جو زکوٰۃ کی زیادہ مقدار واجب کرنے والا نصاب ہو اسے اختیار کر لیا جائے۔ یہ ایک بڑا ہم اختلاف مسئلہ ہے اور ایک گروہ نصابوں کو جمع کرنے کا خالف ہے اور دوسرا اس کا حامی ہے۔ ہم فتحی نقطہ نظر سے ان پر کوئی تنقیدی بحث کیے بغیر یہ مناسب صحیح ہیں کہ نصاب کو جمع کرنے کا اصول اختیار کریں، کیونکہ ہمیں جو حساب مرتب کرنا ہے اس میں تو یہی صورت سوت پیدا گرتی ہے۔ ایک موٹا حساب اس سے یہ ہیں ہو جاتا ہے کہ ۱۰ روپے کی مالیت کے سکے اور چاہندی اور سزا بھیثت مجموعی جس شخص کے پاس سال بھر جمع رہیں اس پر ۱۰٪ زکوٰۃ واجب الادا ہو گی۔

ہندوستان کی زکوٰۃ کنوں کا اندازہ | ہندوستان کی پیلک کے کمزوز حسب ذیل صورتوں میں باہمی جاتے ہیں :-

۱۔ زیورات۔ ۲۔ نقد برست۔ ۳۔ دل، بکون یا رکھوانی ہوئی امانتیں۔ (ب) یہ کہنیوں میں جمع کرائی ہوئی بھیتیں۔ (ج) حکومت کو جاری کیے ہوئے قرض۔ (د) بکون اور یہ کہنیوں کے حصہ کی داخل کردہ قیمت۔

حقیقت میں ہندوستانی پیلک کی زیادہ تر بھیتیں تیسری صورت میں باہی جاتی ہیں۔ اور یہی صورت ہے اور پچھلے حساب کی مقاضی ہے۔ سو اس پر بحث کو موخر کر کے پہلے ہم زیورات اور

نقدیت" (Cash in hand) کی صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ یہ پلوا یا ہے جس کے بارے میں اعادہ و شمار کی زبانیں بالکل لٹگ ہیں، زیادہ سے زیادہ یہی ممکن ہے کہ طائر قیاس پرواز کرے اور اس کا ایک طائر از جائزہ لے۔

ہندوستانی پلیک کی مالی حیثیت کے مختلف پہلو بیان کرتے ہوئے ہم نے با سمن کے سالمہ میں سب طبقاتی تقسیم کا تذکرہ کیا ہے، اس میں بتایا تھا کہ ۱۰ بزرآبادی کا بابس خاصہ اچھا ہے پھر ۱۰ بزر کا مناسب ہے، پھر ۱۰ بزر کا مشکل کافی! اس کے بعد بقیہ نداد غرورت سے بہت ہی کم بابس رکھتی ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بابس "اطماء نعمت" کا ایک مسلمانہ یہی ہے، اور آدمی کی مالی حالت اس سے ایک حصہ کا واضح ہوا کرتی ہے۔ پس اس نقطہ نظر سے آخر ۱۰ بزر کو نقرہ میں رکھ کر پہنے اور دوسرے طبقہ کو جس کا مجموعی تناسب ۱۰ بزر مبتدا ہے، ہمیں انہیں میں لیتا ہے، اور اس کے متعلق یہ "حنطن" قائم کرنا ہے کہ اس کے پاس کچھ زیور اور کچھ تقدیم بہ جا سال بھروسہ ہتی ہے۔

اس ۱۰ بزرآبادی میں سے احتیاطاً مزید ہزار کو مستثنی کر دیا جائے کہ اس کے اندوختے بھی قدرِ نصبابے کم ہوں گے۔ لیکن بقیہ ۱۰ بزر کے متعلق ہمارا اندازہ یہ ہے کہ ان میں غانگی اندوختوں کے لحاظ سے حسب ذیل طبقات پائے جاتے ہیں:-

(۱) اس ۱۰ بزرآبادی کا ۵۰ بزر = ۱۰۰ روپے تا ۲۰۰ روپے فی کس۔

(۲) " " " ۱۰۰ بزر = ۲۰۰ " " تا ۵۰۰ " "

لہیں ان لوگوں کا طبقہ ہے جو بابس اپنی حیثیت سے کم کا پہنچتے ہیں، مگر زیورات اور اندوختہ کے اعتبار سے خاصی اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔

لہیں درحقیقت متعدد طبقات میں سے قسمت کے چکر میں ائے ہوئے وہ لوگ ہوتے ہیں جو "طبیعت غزوی" اور قسمت ایازی" رکھتے ہیں، مگر جاہے کہانے کو کچھ ہر لیکن بابس میں "تزلیل" کا رنگ آنے نہیں دیتے۔ ان کے پاس اگر کچھ اندوختے نقدیاں یور کی شکل میں ہوں تو بھی وہ قدرِ نصبابے کم رہتے ہیں۔

(۳) اس ۱۵ بزرگ آبادی کا ۱۵ بزرگ روپے تا ۱۰۰۰ فی کس روپے

(۴) " " " ۱۰۰۰ تا ۲۰۰۰ " "

گویا خانگی اندوختوں کی زکوٰۃ کھل ہکروڑ افراد پر آسکتی ہے اور اوپر کے طبقاتی اندازہ کھنڈ کے لحاظ سے زکوٰۃ کا حساب یوں بنے گا:-

طبقات	کل تعداد افراد	زکوٰۃ فی کس (اوٹسٹی)	اندوختہ فی کس (اوٹسٹی)	طبقہ وار مجموعی زکوٰۃ
اول	۳ - ۶	۱۳۵ - ۸	۳ - ۶	۱۷۱۸۶۵ - ۱۰۰۰
دوم	۸ - ۱۲	۳۵۰ - ۰	۸ - ۱۲	۱۸۶۰۰۰۰
سوم	۱۸ - ۱۲	۳۵۰ - ۰	۱۸ - ۱۲	۱۴۸۶۵۰۰۰
چارم	۶۰ - ۰	۳۰۰۰ - ۰	۶۰ - ۰	۲۲۵۰۰۰۰

میزان جملہ مقدار زکوٰۃ

یہ ہوئے پہنچہ کروڑ انتیں لا کہ اس ستمہ ہزار سات سو پچاس روپے سالانہ۔

اب بکوں، بیمہ کپسیوں، اور حکومت کو دیے ہوئے قرضوں کا اندازہ زکوٰۃ کھنڈ کے سلسلہ میں کرنا رہ جاتا ہے اور اس اندازہ کے لیے اعداد و شمار کی کمی و ادیاں ملے کرنی ناگزیر ہیں۔

مندرجہ ذیل کتابیں چھپے ہیں

پرده - تغییبات (نظر ثانی شدہ) - شہادت حق - نیشنلزم اینڈ انڈیا (انگریزی)
ماشی مسلم (انگریزی) نظری سیاسی (عربی) - حقیقت تقویٰ

"مینچر"